"والی مصر کی بیوی زلیخا"

ڈاکٹر نرگس جہاں، شعبہ فارسی۔
دہلی یونی ورسٹی۔دہلی

فارسی اور اردو زبان وادبیات کی تاریخ میں کچھ ایسی خواتین کا نام ثبت ہے جن کی موجودگی کہ وجہ سے ان زبانوں کے ادب کو غیر معمولی جاذبیت ورنگینی حاصل ہوگئی ہے۔ جیسے مجنوں کے ساتھ لیلیٰ، فرہاد کے ساتھ شیرین اور حضرت یوسف علیہ اسلام کے ساتھ زلیخا کانام جڑا ہوا ہے۔ ان میں حضرت زلیخا کو جوشہرت ملی وہ کسی اور کے نصیب میں نہیں آئی۔نہ صرف ادب بلکہ اسلامی دنیا میں بھی زلیخالوگوں کی توجہ کا مرکز رہی ہیں۔اہل اسلام اکثر اپنی بچیوں کانام زلیخار کھتے ہیں اور یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ اب یہ نام اسلامی تہذیب وتمدن کا حصہ بن چکا ہے۔

ڈاکٹر علی اکبر دھخدا اپنی معرکتہ الاراکتاب لغت نامہ دھخدا میں لفظ زلیخا کے ذیل میں رقم طراز ہیں کہ عزیز مصر کی بیوی کانام زلیخا تھا۔واضح رہے کہ سریانی زبان میں راعیل کا معرب زلیخا ہے۔ زلیخا کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں کہ ان کا بدن بے انتہا صاف اور چمکیلا تھااتنا کہ نظر پھیل جائے۔ بعض محققین کی رائے ہے کہ زلیخا کا ملک مغرب ہے اور ان کا اصلی نام سریانی میں راعیل تھااور زلیخااس کا معرب ہے اور زلیخا ہی زیادہ مشہور ہوا۔ عام طور پر لوگ اس نام کا تلفظ کرتے وقت شروع میں فتح اور لام کے نیچے کسرہ کا استعمال کرتے ہیں (زَلِیخَا) جوکہ بالکل غلط ہے کیونکہ علم تعریف میں اس کا وزن کہیں نہیں ہے۔کچھ حضرات کہتے ہیں کہ نہیں یہ زَلِیخَا ہے یعنی فتح اول وکسرہ لام یہ درست ہے اور اس کے معنی کھجور کے ہوتے ہیں اور یہ عجمی نام ہے فرہنگ آنند راج، فرہنگ برہان نے زلیخا کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ عزیز مصر کی بیوی کانام زلیخا تھا جو یوسف علیہ اسلام کے حسن پر فدا ہو گئی تھیں۔ لیکن ڈاکٹر محمد معین نے فرہنگ فارسی میں اس طرح تشریح کی ہے کہ بوتیفار، بوطیفار، فطفید (فُ طِ) کی بیوی اور یوسف ابن یعقوب کی معشوقہ تھیں اور یہ لفظ "آزنت" کا مقلوب ہے۔ عرب اسے ابتداء میں الف ولام کے ساتھ تزئین کے معنی کرتے تھے "الزنت" تلفظ کرتے تھے اور بعد میں بغیر الف کے

''زلیخا'' کہنے لگے یا پھر ''الزیخا'' اور پھر بعد میں آہستہ آہستہ یہ لفظ 'زلیخا' ہوا اور ''زیخا'' سے 'زلیخا' دھخدا نے اس لفظ کی وضاحت زلیخا یعنی فتح اول و کسرہ لام سے کی ہے اور تشریح میں عزیز کی بیوی جس نے بعد میں حضرت یوسف سے شادی کر لی تھی۔ا'' (لغت نامہ دھخدا۔ ص ۴۲۴)۔

حضرت زلیخا کو لیلیٰ، شرین یا پھر کسی عشقیہ داستان کی خاتون پر فوقیت و برتری دو وجہ سے حاصل ہے کہ ایک تو آپ پہلے حضرت یوسف علیہ السلام کی عاشقہ اور بعد میں ان کی منکوحہ بیوی بنیں دوسرے آپ کا ذکر قرآن کریم میں حضرت یوسفؑ کے قصہ کے ضمن میں آیا ہے اس تمام واقعہ کو بیان کرتے وقت کہیں بھی قرآن نے زلیخا کا نام نہیں لیا بلکہ لفظ ''امراۃ (عورت) کیا ہے یعنی والی مصر کی بیوی اگر یوں کہا جائے تو بہتر ہو گا کہ مفسرین قرآن نے امراۃ کی تفسیر زلیخا کے نام سے کی ہے۔

گویا زلیخا کا اصل نام راعیل تھا اور ان کا زمانہ حضرت یوسف علیہ السلام کا زمانہ ہے اس وقت مصر کی سلطنت کا مالک اریان بن ولید تھا۔ اس کا وزیر خزانہ قطفے بن رحیب تھا اور یہی راعیل یعنی زلیخا کا شوہر تھا اور جب اہل قافلہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں سے نکال کر مصر کے بازار میں بیچنے کی غرض سے لے گئے تو اسی والیٔ مصر نے یوسف کو خرید لیا اور اپنے گھر لے گیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ اسے بہت عزت و احترام کے ساتھ رکھنا بہت ممکن ہے کہ یہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا پھر ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں گے۔ لیکن حضرت یوسفؑ جیسے جیسے بڑے ہوتے گئے اور عمر کو پہنچے تو خداوند کریم نے انہیں جہاں ایک طرف علم و دانش سے نوازا تو دوسری طرف انہیں حسن بھی عطا کیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت یوسف کو جو حسن عطا کیا گیا تھا وہ نصف دنیا کے برابر تھا اور بقیہ پوری دنیا کو عطا کیا گیا۔ اسی کے ساتھ ہی ساتھ حضرت یوسف کو شرافت اور شرم و حیا کے زیور سے سجایا گیا تھا۔ قصہ مختصر حضرت یوسف کے حسن پر والیٔ مصر کی بیوی زلیخا (راعیل) کچھ اس طرح عاشق ہوئیں کہ اپنی عزت و ناموس اور پاکدامنی پر داغ لگا بیٹھیں۔ حافظ نے کیا خوب اشارہ کیا ہے۔

من از ان حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را

(حافظ)

زلیخا کے عشق نے کچھ ایسا رخ اختیار کیا کہ ایک دن جب وہ اپنے نفس کے ہاتھوں مجبور ہو گئیں تو کمرہ کا دروازہ بند کر کے حضرت یوسف کو اپنے حسن کے نظارہ کی دعوت دی۔ یوسفؑ اپنی پاکدامنی کو بچانے کے لئے وہاں سے بھاگے اور پیچھے پیچھے حضرت زلیخا۔ اسی پکڑ دھکڑ اور بھاگ دوڑ میں حضرت یوسف کا پچھلا دامن حضرت زلیخا کے ہاتھ آگیا اور عزت کا دامن تار تار ہو گیا لیکن یہی پھٹا ہوا دامن بعد میں ان کی پاکدامنی کا ثبوت بن گیا۔ قصہ یوں ہوا کہ جب یوسف اپنی پاکدامنی کو بچانے کے لئے دروازہ کیجانب لپکے تو دروازہ پر حضرت زلیخا کے شوہر نے دیکھ لیا۔ اب زلیخا نے الٹا الزام یوسفؑ پر لگادیا۔ اور اپنے شوہر کو بھڑکانے لگی کہ اس شخص نے تیری بیوی کی عزت پر ہاتھ ڈالا ہے لہٰذا اس کو دردناک سزا دی جائے۔ اراس کی سزا یہ ہے کہ اسے قید و بند کی مشقت میں گرفتار کر دیا جائے۔ لیکن زلیخا کے قبیلہ کے ایک شخص نے ہی حضرت یوسف کی پاکدامنی کی گواہی دی اور کہا کہ اگر اس شخص کا دامن آگے سے پھٹا ہوا ہے تو یہ مجرم ہے اور اگر پچھلا دامن پھٹا ہوا ہے تو عورت (زلیخا) مجرم ہے۔ پکڑ دھکڑ میں تو دامن پیچھے سے پھٹا تھا اور وہی ان کی شرافت کا بیّن ثبوت تھا۔ اس کھینچا تانی کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت یوسف کے حصہ میں قید آئی اور حضرت زلیخا کے حصہ میں زمانہ بھر کی رسوائی۔

خود کو عورتوں اور لوگوں کی ملامت سے بچانے کے لئے حضرت زلیخا نے عورتوں کی ایک مجلس ترتیب دی ان کے ہاتھوں میں لیموں (بعض روایات میں ترنج) ملتا ہے دیئے اور ہاتھوں میں چھری لیموں رترنج دیکر کہا کہ جب حضرت یوسف یہاں سے گزریں تو یہ لیموں کاٹ دینا۔ چنانچہ جب حضرت یوسف وہاں سے گذرے تو عورتیں ان کے حسن میں اس طرح محو ہوئیں کہ لیموں کاٹنے کے ساتھ ساتھ اپنے ہاتھ بھی کاٹ لئے۔ اب حضرت زلیخا کو اپنا داغ چھڑانے کا موقع مل گیا انھوں نے عورتوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ وہی شخص ہے جس کے لئے تم مجھے لعن طعن کرتی ہو۔ (بعد کا تمام واقعہ صرف حضرت یوسف علیہ السلام سے مربوط ہے اسے یہاں طوالت کے خوف سے صرف نظر کرتے ہیں) (یہ واقعہ قرآن کریم میں سورہ یوسف میں آیات ۲۰ سے تا ۲۵ بیان ہوا ہے)

قارئین کرام! ہم اس قصہ سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ شرم و حیا انسانی حسن کو دوبالا کرتے ہی ہیں لیکن یہ انسانی شرافت اور اس کی پاکدامنی کی ضمانت بھی ہیں حضرت یوسفؑ کی عزت ان کی شرم

وحیا کی بدولت محفوظ رہی اور حضرت زلیخا اپنی بے حیائی نفس اور نفسانی خواہشات کی غلامی میں ماری گئیں اور نتیجہ میں دنیا بھر کی رسوائی ان کے نام لکھی گئی۔ اس کہانی میں آج کے عوام بالعموم عورت و مرد اور بالخصوص عورتوں کے لئے یہ پیغام ہے کہ وہ شرم وحیااور پاکدامنی کے لباس کو اپنائیں۔ بے شرمی اور بے حیائی کے لباس کو ترک کردیں۔ ورنہ آخر میں ان کے حصہ میں صرف اور صرف رسوائی اور بدنامی ہے۔ اور شرم وحیا میں حضرت یوسف کی طرح عزت نفس اور شرافت ہے گو کہ حضرت یوسف مرد تھے لیکن اپنی شرم وحیا کی بدولت ہی اپنی عزت پر حرف نہ آنے دیا۔ عورتوں کی ترقی اور ایک صاف ستھرے سماج کی تشکیل ان کی شرم وحیااور پاکدامنی میں مضمر ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب جب عورت نے اسے مقام کو کھویا تب تب سماج میں گڑبڑی اور گمراہی آئی۔ ایک عورت خاندان کے چار لوگوں کی دوزخ اور جنت کی ضامن ہوتی ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ ایک عورت اپنے ساتھ چار لوگوں کو جنت میں لے جائے گی یا دوزخ میں۔ باپ بھائی، بیٹا اور شوہر۔

شوہر نے ادب میں بالخصوص فارسی ادب میں کلاسیکی شعراء نے یوسف وزلیخا کی عشقیہ داستان کو لیکر بے شمار ادبی عشقیہ اور فلسفیانہ نکات بیان کیے ہیں اور اپنی شاعری میں عشقیہ داستان سے عشقیہ رنگ بھر دیا ہے ان کے یہاں حسن مظہر عشق ہے تو عشق مظہر رسوائی۔ اور عشق ومشک چھپائے نہیں چھپتے۔ جہاں حافظ کو یہ یقین کامل تھا کہ یوسفؑ کا حسن زلیخا کے لئے بدنامی کا باعث ہوگا تو وہیں پر شیخ سعدی کا یہ عقیدہ کہ حسن وعشق کا چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے۔

ہر کجا سروقدی چہرہ چو یوسف بنمود
عاشق سوختہ خرمن چو زلیخا برخاست

(سعدی)

صایب اگرچہ ایک طرف عشق میں بدنامی کے قائل ہیں تو دوسری جانب اس فکر سے آسودہ حال ہیں کہ اگر یوں لوگوں کو معلوم ہوگیا تو کیا ہوگا۔ اور آسودہ خیالی ہی بے چارے عاشق کے لئے لوگوں کی ملامت اور لعن طعن کے سامنے ڈھال کا کام کرتی ہے۔

ہر کہ پیراہن بہ بدنامی درید آسودہ شد
برزلیخا طعن ارباب ملامت عار نیست

(صایب)

دوسری جانب صایب کے یہاں حسن کی قدر دانی اس کے چاہنے والوں سے ہے

مصر انصاف از زلیخا طلعتان خالی شدہ
ورنہ چندین ماہ کنعانی بہ بازار منست

(صایب)

ناصر خسرو اس عشقیہ داستان سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اگر انسان صبر کا دامن پکڑے رہے تو اس کو اس کا پھل ضرور ملتا ہے جو بہت میٹھا ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت یوسف کو اس کا پھل ان کی پیغمبری میں ملا۔ اور حضرت زلیخا کو ان کی بیچینی کی وجہ سے بدنامی اور یہ کڑوا پھل انہیں ان کی جلد بازی کی وجہ سے ان کے ہاتھ آیا۔

یوسف بہ صبر خویش پیمبر شد
رسوا شتاب کرد زلیخا را

(ناصر خسرو)

شعر و ادب کی دنیا میں حضرت یوسفؑ کا پیراہن، کنویں سے قافلہ کا انہیں نکالنا، مصر کے بازار میں فروخت کرنا، زلیخا کا ان پر عاشق ہونا، عورتوں کا لیموں (ترنج) اور ہاتھوں کا کاٹنا، یوسفؑ کا قید ہونا وغیرہ وغیرہ ایسی تلمیحات ہیں جس سے شعراحضرات نے خوب استفادہ کیا ہے۔ یہاں نمونہ کے طور پر کچھ شعراء کے اشعار نقل کرتے ہیں۔

ھست آسیہ بہ زھد و زلیخا بہ ملک از آنک
تسلیم مصر و قاہرہ برقہرمان اوست

(خاقانی)

از چاہ دی رستہ بہ فن این یوسف زرین رسن
وزابر مصری پیرھن اشک زلیخا ریختہ
(خاقانی)

بر آمد یوسفی نارنج دردست
ترنج مہ زلیخا واربشکست
(نظامی)

زلیخا چوگشت از می عشق مست
بہ دامان یوسف در آویخت دست
(بوستان)

دامن پیرھن یوسف گل را بدرید
بازگوی کہ براد عشق زلیخا آورد
(سلمان بنقل شرفنامۂ منیری)

زلیخا کا عشق یک طرف تھا اور اس میں نفسانی خواہش کا عنصر بھی شامل تھا اس عشق میں دنیاوی لذت تو ہوتی ہی ہیں لیکن ہمت کم اور وقتی۔ لوگ اس طرح کے عشق سے مزے لیتے ہیں فارسی شعرا نے بھی زلیخا کے اس عشق سے فایدہ اٹھاتے ہوئے فارسی ادب کو اخلاق کے زیور سے آراستہ کیا ہے۔

فارسی زبان کا قدیم و جدید ادب زلیخا اور یوسف علیہ السلام کی تلمیحات سے بھرا ہوا ہے۔ یہاں اس مختصر سے مقالہ میں سب کا احاطہ کرنا تو ممکن نہیں البتہ چند مثالوں پر اکتفا کرتے ہوئے۔ اس مقالہ کو یہیں پر ختم کرتی ہوں۔

ہر کہ از دست زلیخا بی ھوس عالم جست
بہ دو عالم ندھد گوشۂ زندانی را
(صایب)

آنچہ او دارد زخوبی گر زلیخا داشتی
باھمہ عصمت از ویوسف نمی کردی فرار

(قاآنی)

شدیم از گریہ نابینا، چویعقوب از غم یوسف
زلیخا وار گشتہ پیرو این خود بود حق ما

(قطران)

زلیخا اور حضرت یوسف کی عشقیہ داستان دلچسپ اور پر کشش تو ہے لیکن یہ کوئی طبع زاد داستان نہیں ہے جسے سرسری نظر سے پڑھا جائے یا سنا جائے بلکہ یہ ایک ایسی داستان ہے جس کی جانب قرآن اشارہ کرتا ہے اور اس کہانی کا دوسرا اہم کردار جن کے گرد پوری کہانی گھومتی ہے کوئی معمولی شخصیت نہیں بلکہ ایک پیغمبر ہیں جو گوناگوں آزمایشی دور سے گذرے اور زلیخا کو انہیں دعوت حسن دینا پھر ان پر الزام عاید کرتے ہوئے، قید و بند کی تکلیف دینا بھی حضرت یوسفؑ کی آزمایش تھی۔ حضرت یوسفؑ کا ان تمام آزمایشوں سے کامیابی کے ساتھ نکل آنا ان کی بلند ہمتی، ثابت قدمی اور قوت ارادہ کی دلیل ہیں او اس دلیل کا راز ان کی پیغمبری میں پوشیدہ ہے۔ داستان کا یہ ہی حصہ فی الزمانہ اور آیندہ انسانی نسلوں کو لئے ایک عبرت انگیز سبق ہے۔

☆☆☆☆